اسلام میں محکمۂ احتساب

اور

مفادِ صحتِ عامہ پر اس کا اثر

(از جناب مولوی عبدالحی صاحب فاروقی ایم۔ اے (عربی ومعاشیات)

عہد حاضر کے مشہور فاضل مستشرق پروفیسر سامی خلف حمارنہ (امریکہ) کا موضوع بالا پر ایک نہایت فاضلانہ مقالہ جو انگریزی زبان میں جرمنی کے مشہور بلند پایہ علمی مجلہ "زودہوفس آرشیف" کی ایک اشاعت میں میری نظر سے گذرا یہ مضمون بہت پسند آیا۔ میری درخواست پر لائق مترجم جو آج کل میرے رفیق کار ہیں انھوں نے اس کو اردو کا جامہ پہنایا ہے جو نذر قارئین ہے۔ آج کل ہمارا ملک اشیاء کی ہوش ربا گرانی ضروری اشیائے خورد ونوش کی نایابی اور ہلاکت انگیز ملاوٹ کے باعث جن ہنگامہ خیز حالات سے دوچار ہے ان کے پیش نظر امید ہے کہ یہ مقالہ عبرت انگیز بھی ہوگا اور سبق آموز بھی۔ (ایڈیٹر برہان)

قرون وسطیٰ کی اسلامی مملکتوں میں جو بہت سے اہم شعبے قایم کئے گئے ان میں ایک اہم شعبہ "حسبہ" کا تھا جس کا انتظام اور دیکھ بھال محتسب کرتا تھا، بازاروں اور منڈیوں کے معاملات اور شریعت اسلامیہ کی روشنی میں عوامی اخلاق وکردار کی نگرانی بھی اس کے ذمہ تھی۔ ہسپانوی زبان میں Almotacen کا لفظ بھی محتسب ہی کے لئے استعمال کیا جاتا تھا، آج کے دور میں اس شعبہ کے فرائض مختلف سرکاری محکموں کے ذریعہ انجام دیئے جاتے ہیں۔

احتساب کی تعریف[1] لفظ حسبہ کے لغوی معنی شمار کرنے یا کسی چیز کی قیمت متعین کرنے کے ہیں۔ اس کا استعمال تدفینِ اموات کے ایک خاص طریقہ پر بھی ہوتا ہے، لیکن مذہبی اصطلاح میں کسی شخص کا کچھ پس انداز کرنا یا آئندہ کی زندگی میں کسی اچھے عمل کا بدلہ پانے کی آرزو کرنا ہے، تقریباً نویں صدی عیسوی سے اس کا مطلب ایک خاص مذہبی پوزیشن یا محکمہ سے ہونے لگا جس کا مقصد لوگوں کو قرآنی احکامات پر عمل پیرا کرنا تھا جیسا کہ خود قرآن کہتا ہے[2] اور تم میں سے ایک ایسی جماعت پیدا ہونی چاہیئے جو لوگوں کو بھلائی کی طرف بلائے اور نیکی کا حکم دے اور لوگوں کو برے کاموں سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہوں گے۔ مسلم عوام کے اعمال کے نگراں اور ایک مذہبی ذمہ دار شخصیت ہونے کے اعتبار سے محتسب کا یہ فرض تھا کہ وہ اپنے عوام کی اخلاقی حالت سدھارے، غفلتوں اور فروگذاشتوں پر ان کی سرزنش کرے اور انھیں اعمال حسنہ کی ترغیب دے۔

احتساب کی اہمیت جب دنیا میں اسلام کی نشر و اشاعت بڑھنے لگی اور اس کی شعاعیں سرزمین عرب سے نکل کر مشرق میں وادی سندھ اور مغرب میں بحر اٹلانٹک تک پھیل گئیں۔ نئے نئے شہر معرض وجود میں آنے لگے، آبادیوں میں اضافہ شروع ہوا، متعدد صنعتیں اور تجارتیں قایم ہوئیں۔ نقل وحمل اور مواصلات کے جدید ذرائع پیدا ہوتے تو مفاد عامہ کی دیکھ بھال کرنے کے لئے ہر ریاست میں احتساب کا محکمہ قایم کرنے کی ضرورت محسوس ہونے لگی۔ نویں اور دسویں صدی عیسوی میں مختلف علوم وفنون اور ثقافتی سرگرمیوں میں کافی اضافہ ہوا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ انتظامیہ کے عملہ کو ایک مہذب وشائستہ معاشرے کے گوناگوں مسائل کا سامنا کرنا پڑا اور

---

[1] ذیلی عنوانات مترجم نے قایم کئے ہیں۔

[2] اصل آیۃ قرآنیہ یہ ہے وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ۝ آل عمران پ ۴ ع ۱۰ - مترجم

اس بات کا احساس پیدا ہوا کہ خرید و فروخت اور متعدد صنعت و حرفت کو فروغ دینے کے لئے کچھ قوانین وضع کئے جائیں اور ایک ضابطہ اخلاق مرتب کیا جائے۔ محکمہ احتساب کی اہمیت اور اس کی افادیت کا یہی بیّن ثبوت ہے کہ اس محکمہ نے صدیوں تک اسلامی دنیا میں بیش قیمت خدمات انجام دی ہیں، مثلاً ایران میں سولھویں صدی تک محتسب کے اختیارات بے کم و کاست برقرار رہے اور ارضِ مصر میں بانی خاندانِ خدیوی محمد علی (۱۸۴۹ - ۱۸۰۵) کے عہد تک یہ شعبہ قایم رہا۔ مزید برآں ۱۸۵۶ء میں سلطنتِ عثمانیہ کے اندر اور ۱۹۲۶ء میں جمہوریہ شام میں بھی اس کی تجدید کی گئی۔ ابھی حال ہی میں مشہور محقق ولیم ہوئنر باخ Wilhelm (Hoenerbach) نے (TETUAN) شہر کے ایک سروے میں جو موجودہ صدی کے ابتدائی پچاس سال کو سامنے رکھ کر کیا گیا تھا۔ محکمۂ احتساب پر کافی روشنی ڈالی ہے۔ انھوں نے اپنے سروے میں مقامی تجارتوں، بازاری انتظامات، مختلف پیشوں اور اوقاف وغیرہ کے ضابطے اور قوانین کا مفصل ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ انھوں نے بازاروں کی تفصیلات اور ان کے محل و توزع کی بھی مکمل فہرست شامل کی تھی۔

صاحب کشف الظنون کا نظریہ احتساب

حاجی خلیفہ (متوفی ۱۶۵۷ء) احتساب کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ وہ شعبہ ہے جو ایک تہذیب یافتہ معاشرے سے تعلق رکھنے والے افراد یا اداروں کے آپسی لین دین کو ایک ضابطہ کے اندر انجام دے، ان کی رائے میں ایماندارانہ تجارت کے لئے عدل و انصاف اور اعتماد دونوں بنیادی ستون ہیں، احتساب کی بنیاد جن اصولوں پر ہے ان میں سے کچھ تو دینی اور مذہبی ہیں اور کچھ عام مشاہدات پر مبنی ہیں اور کچھ کا تعلق حاکم کے مناسب فیصلہ سے ہے۔ اس کا مقصد مسلم ریاستوں میں ہر ممکن طریقہ سے ترقی و خوش حالی لانا ہے لہذا اس عہدہ کے لئے ایسے شخص کی ضرورت ہوتی ہے جو فہم و فراست کے ساتھ ساتھ برمحل فیصلہ بھی کر سکے اور اسے عوامی زندگی کا تجربہ بھی ہو کیوں کہ انسانی فطرت زمانے اور حالات کے تغیر و تبدل سے خود بھی نئے نئے روپ بدلتی رہتی ہے۔ حاجی خلیفہ کے قول کے مطابق حضرت عمر ابن خطابؓ

(۶۴۴ - ۶۳۴ء) وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے اس کی اہمیت کو اچھی طرح محسوس کیا اور اس دینی واخلاقی نظام کو اپنے زیرِ نگرانی مدینہ میں نافذ کیا، انھوں نے اپنی بہترین انتظامی صلاحیتوں کی بنا پر اس عہدہ کو ایک اعلیٰ اور باعزت مقام عطا فرمایا۔

محکمۂ احتساب کا قیام | اسلام کے اس ابتدائی دور میں مسلم معاشرہ اتنا پیچیدہ نہ تھا اور شہروں کی آبادیاں بھی اتنی وسیع نہ تھیں، چنانچہ عہدِ اسلامی کے ابتدائی ڈیڑھ سو سالہ دور میں مدینہ اور دمشق کی حکومتوں میں اس بات کا کوئی سراغ نہیں ملتا کہ احتساب کا محکمہ وہاں باقاعدہ قایم تھا یا نہیں۔ لیکن یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ عہدِ اسلامی کے بالکل ابتدائی ایام میں اس کی ضرورت اور اہمیت یقیناً محسوس کی جانے لگی تھی اور کسی حد تک اس سمت میں بلا کسی منظم پروگرام کے کچھ اقدامات بھی کئے گئے تھے نویں صدی کے نصف اول یعنی سلطنتِ عباسیہ کے ابتدائی پچاس سال میں اس محکمہ کی باقاعدہ تنظیم کی گئی اور احتساب کو انتظامیہ میں ایک اہم مقام دیا گیا، غالباً خلیفہ مامون (۸۳۳ - ۸۱۳) اور خلیفہ معتصم (۸۴۲ - ۸۳۳) نے بغداد میونسپلٹی اور فوجی چھاؤنیوں میں جو قوانین نافذ کئے تھے وہی محکمہ حفظانِ صحت کے لئے سب سے پہلے سرکاری قوانین کی بنیاد بنے۔ خلیفہ مقتدر (۹۳۲ — ۹۰۸) کے دور میں عباسی پایہ تخت میں دو مشہور محتسبین کے نام ملتے ہیں۔ ایک ابو سعید حسن بن احمد اسطخری (۹۳۹ — ۸۵۷) جس کو بعد میں سیستان کا گورنر بنا دیا گیا تھا۔ اور دوسرے ابراہیم بن محمد بن بطحا جو اپنی دیانتداری، راستبازی اور بلند ہمتی میں مشہور تھے، سنہ ۹۳۱ء میں خلیفہ مقتدر سے یہ شکایت کی گئی کہ کوئی شخص کسی طبیب کی غفلت و نااہلی کی وجہ سے مر گیا۔ جس کی بنا پر خلیفہ نے ابن بطحا کو مامور کیا۔ کہ وہ تمام اطبّا اور معالجین کو مطب کرنے سے روک دے تاوقتیکہ افسرالاطبا ثابت ابن سنان ان سب کی جانچ نہ کرلے۔ اس کے بعد سے ثابت ابن سنان کے دستخطوں سے اطبا کو اجازت نامے جاری کئے جانے لگے۔

دسویں صدی عیسوی میں احتساب کا شعبہ مصر میں قایم کیا گیا اور پھر وہاں سے شمالی

افریقہ میں مقبول ہوا۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مسلم اسپین میں جو سب سے پہلا محتسب خلیفہ کی جانب سے نامزد کیا گیا وہ ایک طبی محقق و معالج احمد بن یونس الحرانی (۹۹۰ء) تھا جسے قرطبہ میں "خطاط السوق" یا "صاحب السوق" کے لقب سے پکارا جاتا تھا (یعنی وہ شخص جو بازار کے نظم و نسق کا نگراں ہو) اس کے بعد یہ شعبہ تیرھویں صدی عیسوی میں (Almotacen) کے نام سے مسیحی اسپین میں بھی قائم کیا گیا۔

محتسب کا تقرر: ابتدا میں محتسب خلیفۂ وقت کے حکم سے مقرر کیا جاتا تھا لیکن بعد میں اس عہدہ کا انتخاب خلیفہ کی منظوری لے کر قاضی وقت کرنے لگا۔ محتسب کو جو گوناگوں ذمہ داریاں اور فرائض سپرد کئے گئے تھے خاص کر شہری علاقوں میں، ان کو دیکھنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس کا عہدہ ایک جج کے عہدہ سے کسی طرح کم نہ تھا۔ اس لئے جو احکامات اور قوانین قاضی کے عہدہ کے لئے وضع کئے گئے تھے وہی اس نئے عہدہ کے لئے بھی ضروری تصور کئے گئے اس طرح محتسب کی ذمہ داریاں اور فرائض متعین کردئے گئے، ان تجارتوں اور کاروباروں کی بھی وضاحت کردی گئی جن کی دیکھ بھال اسے کرنا تھی اسی طرح ان مذکورہ پیشوں کے محاسن اور ان میں جو دھوکے اور فریب اختیار کئے جاتے تھے ان کی تفصیلات بھی عیاں کردی گئیں۔

احتساب پر علمی تحقیقات: اس موضوع پر سب سے پہلی کتاب جس کو ابن ندیم (متوفی ۹۹۵ء) نے اپنی کتاب الفہرست میں ذکر کیا ہے وہ غصن صناعة الحسبة الکبیر ہے جس کا مصنف احمد بن طیب السرخسی (متوفی ۸۹۹ء) ہے، اس نے ایک مختصر کتاب بھی لکھی تھی جس کا نام صناعة الحسبة الصغیر تھا۔ سرخسی ۸۹۹ء کے دوران میں بغداد کا محتسب تھا لیکن افسوس آج اس کی یہ دونوں کتابیں نایاب ہو چکی ہیں۔ امام غزالی (۱۰۵۹ - ۱۱۱۱) نے احیاء العلوم اور علی بن محمد الماوردی (متوفی ۱۰۵۸ء) نے اپنی کتاب الاحکام السلطانیہ میں محتسب کے فرائض کو تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اس موضوع پر سب سے پہلے ایک مشہور طبیب اور قاضی وقت عبدالرحمن بن نصر بن عبداللہ العدوی التبریزی النبراوی معروف بالشیرزی نے مفصل کتاب نہایة الرتبة فی طلب الحسبة لکھی تھی۔ شیرزی

صلاح الدین ایوبی (۱۱۹۳ - ۱۱۶۹) کے عہد کا محقق اور طبیب تھا، یہ کتاب چالیس ابواب پر مشتمل تھی اور اسی کو بنیاد بنا کر بعد میں علما اور محققین نے اپنے ماحول اور تقاضہ کے مطابق اس موضوع پر مزید تصنیفات کیں مثلاً محمد بن احمد البسّام نے تیرھویں صدی میں اسی موضوع اور انہی عنوانات پر جنھیں شیزری نے قایم کیا تھا ایک مبسوط کتاب لکھی تھی، شیزری نے تو اپنی تصنیف کو صرف چالیس ابواب پر منقسم کیا تھا لیکن البسّام نے مزید اضافہ کرکے ۱۱۴ ابواب قایم کئے اسی طرح محمد بن اخوۃ القرشی نے ۱۳۱۶ء کے درمیان احتساب کے موضوع پر معالم القربۃ فی احکام الحسبۃ کے نام سے ایک نہایت مفید رسالہ تحریر کیا، جو ۷۰ ابواب پر مشتمل تھا، اسپین میں بھی اس میدان میں جو کام کئے گئے ہیں وہ بھی شیزری کی کتاب کا اثر قبول کئے بغیر نہیں رہ سکے۔ اس سلسلہ کی مشہور کتاب محمد بن علی السقطی کی تصنیف فی ادب الحسبۃ ہے شیزری نے اپنی کتاب کے افتتاحیہ میں اپنی تصنیف کی غرض و غایت اور مقصد و منشا پر بھی روشنی ڈالی ہے وہ لکھتا ہے کہ "میرا ایک دوست جس کو حال ہی میں محتسب مقرر کیا گیا ہے اور اس بات کا ذمہ دار بنایا گیا ہے کہ وہ مفاد عامہ کی دیکھ بھال۔ منڈیوں کی نگرانی مختلف تجارتوں اور پیشہ وروں کے کاموں کا معائنہ کرے۔ اس نے یہ فرمائش کی کہ میں اسکے لئے کچھ اصول و قوانین اور محتسب کے فرائض و ذمہ داریوں پر مشتمل ایک ایسی کتاب مرتب کردوں جسکی مدد سے وہ اس عظیم عہدہ پر رہتے ہوئے ان قوانین کو نافذ کر سکے۔ لھذا میں نے بڑی محنت سے یہ مختصر کتاب تصنیف کی ہے جسمیں تفصیلات میں جانے سے گریز کیا گیا ہے لیکن ان واقعات کی تفصیلات ضرور شامل کی ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ کس طرح خفیہ طریقہ سے مختلف اشیاء میں دھوکے اور فریب سے کام لیے جاتے ہیں اسی طرح مختلف پیشہ وروں کی ان بدعنوانیوں کی بھی نشان دہی کی ہے جسکے ذریعہ وہ زیادہ سے زیادہ نفع اندوزی کرتے ہیں"

مشاہرہ اور سزا دہی اختیارات | محتسب کو مفاد عامہ اور رفاہِ عام کی نگرانی کرنے کے سلسلہ میں بڑا

اہم رول ادا کرنا پڑتا تھا۔ اس لئے اس کو سرکاری خزانے سے تیس دینار ماہوار کا مشاہرہ مقرر تھا۔ بادشاہ یا قاضی شہر کی طرف سے محتسب کو نظم ونسق قائم کرنے کے لئے اور کسی بدمعاملگی کے جرم میں سزا دینے کے اختیارات حاصل تھے۔ مزید برآں چونکہ وہ قاضی کا دست راست خیال کیا جاتا تھا۔ اس لئے اس کے فیصلوں کا احترام بھی کیا جاتا تھا۔ اسے یہ بھی اختیار تھا کہ وہ لڑائی جھگڑے اور تشدد کے واقعات پر اپنا فیصلہ نافذ کرے۔ اور جب ثبوت مل جائے تو مظلوم کی حمایت اور ظالم کو سزا دے۔ حکومت اور شہری انتظامیہ کی طرف سے اس کو یہ بھی حق ہوتا تھا کہ وہ بد انتظامیوں اور عوامی دشواریوں کو دور کرنے کے لئے ان معاملات میں مداخلت کرے۔ اور ضرورت پڑنے پر طاقت کا بھی استعمال کرنے سے گریز نہ کرے۔ محتسب ناپ تول کی بھی جانچ پڑتال کرتا تھا۔ اور ان پیمانوں کو بھی چیک کرتا تھا جن کے ذریعہ ناپ تول ہوتی تھی۔

اہلیت وصلاحیت

متعینہ قوانین کے ماتحت محتسب کو اعلیٰ اخلاقی قدروں اور بہترین علمی صلاحیتوں کا حامل ہونا ضروری تھا۔ تاکہ وہ اس معقول مشاہرے اور ذمہ دار عہدہ کے مہتم بالشان فرائض کو بخوبی انجام دے سکے۔ اس عہدہ کے لئے مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ فقیہہ ہونا بھی ضروری تھا۔ اس کو فراخ دلی، سچیچشی، وسیع النظری، پروقار اور غیر جانبدار، قانون شکنی کرنے والوں کی سرزنش کرنے کا اہل اور عدل وانصاف قائم کرنے کی صلاحیتوں کا مالک ہونا چاہئے۔ محتسب کو منڈیوں اور تاجروں کے بارے میں بھی اچھی طرح واقفیت ہونا چاہئے۔ ملاوٹ اور دھوکہ دہی کے ان معاملات سے بھی باخبر ہو جو مختلف پیشوں میں اختیار کئے جاتے ہیں۔ اس کو ہر اس آدمی کی مدد کرنی چاہئے جس کے ساتھ کوئی ناانصافی ہوئی ہو یا اسے کوئی ایذا پہنچائی گئی ہو۔ وہ اس بات کی بھی جانچ کرتا تھا کہ خریدار اور دوکاندار کے درمیان جو تجارتی وکاروباری معاملات ہوتے ہیں وہ مناسب معقول اور مبنی برانصاف ہیں کہ نہیں۔ اور خرید وفروخت میں شرعی قانون اور قرآنی تعلیمات کے مطابق عمل کیا جا رہا ہے کہ نہیں۔

محتسب کا عملہ اور اس کا طریقۂ کار

محتسب کے ہمہ گیر فرائض کے پیش نظر اس کی اعانت کے لئے کچھ مددگار بھی رکھے جاتے تھے۔ جن کو "اعوان" کہا جاتا تھا۔ انہیں بھی حکومت کی جانب سے معاوضہ ملتا تھا۔ ان کے ذمہ یہ کام تھا کہ وہ روزانہ منڈیوں کے بارے میں معلومات فراہم کریں۔ اور محتسب کو مطلع کیا کریں۔ یہ اعوان رائج الوقت پیشوں کے افراد یا مقامی تاجروں کے طبقہ ہی سے منتخب کئے جاتے تھے۔ اور جس طبقہ اور کاروبار سے وہ تعلق رکھتے تھے اسی کی نگرانی ان کے سپرد کی جاتی تھی۔

سہولت کے پیش نظر سب سے پہلے محتسب کے دائرۂ اختیار میں آنے والی ان تجارتوں اور پیشوں کا ذکر کرنا چاہتا ہوں جن کا تعلق براہِ راست صحت عامہ سے نہیں ہے۔ اور آخر میں ان چیزوں کا ذکر کیا جائے گا جن کا تعلق طبی پیشہ اور حفظانِ صحت سے ہے

محتسب کا دائرۂ عمل

بازاروں کے نگراں کی حیثیت سے محتسب یا اس کے اعوان جن پیشہ وروں کی نگرانی کیا کرتے تھے۔ ان میں گوشت فروش، حلوائی، چکی پیسنے والے، دودھ فروش، مکھن اچار مربے چٹنی اور کباب بنانے والے قابلِ ذکر تھے۔ اس کے علاوہ پارچہ باف، درزی، بزاز، نداف، سوت کاتنے اور ریشم کا کام کرنے والے، سنار لوہار، دلال، صراف، موچی، رنگریز اور نیلامی بولی بولنے والوں کی بھی چیکنگ کی جاتی تھی۔ عوام میں اخلاقی قدروں کو اجاگر کرنے اور خدمتِ خلق کا جذبہ پیدا کرنے کے لئے محتسب کے دائرۂ عمل میں یہ بھی تھا کہ وہ مختلف پیشوں اور کاروباروں کی جانچ پڑتال کرتا رہے جن میں جعل فریب، کھوٹ و ملاوٹ عام ہے تاکہ عوام میں ان برائیوں اور بدعنوانیوں کا سدّباب ہو سکے۔

احتساب اور حفظانِ صحت

اسلام میں سب سے پہلے حفظانِ صحت کے پیش نظر طبی پیشہ پر قواعد و قوانین نافذ کرنے کا رواج اسی محکمۂ احتساب کی وجہ سے ہوا چنانچہ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں نے اپنے معاشرہ کو صحت مند، معیارِ زندگی بلند کرنے اور ترقی پذیر ماحول پیدا کرنے کے لئے کس کس طرح اپنے مذہبی اصولوں کو اپنایا ہے

مندرجہ ذیل سے پتہ چلتا ہے کہ محتسب کس طرح حفظانِ صحت کے لیے اپنے اثرات استعمال کرتا تھا مثلاً وہ اس بات کی دیکھ بھال کرتا تھا کہ عوامی استعمال میں آنے والے حمام خانوں کی صفائی ہوتی ہے کہ نہیں۔ وہ دریاؤں کے کنارے کچھ مقامات کو محفوظ رکھتا تھا تاکہ وہاں سے لوگ صفائی کے ساتھ پینے کا پانی حاصل کر سکیں۔ سقوں کو اس بات کی ہدایت تھی کہ وہ اپنی مشکیں اور پانی پلانے والے برتن صاف ستھرے رکھیں اور ان [illegible] مقامات کی صفائی کا خاص طور پر خیال رکھیں جہاں لوگ آکر پانی وغیرہ پیتے ہوں۔ سڑکیں، گلیاں اور عام گزرگاہیں صاف ستھری رکھیں وہاں مٹی اور کوڑے کے ڈھیر نہ لگائے جائیں۔ پیدل چلنے والوں کے لیے سڑکوں کے دونوں طرف الگ راستے بنائے جائیں۔ دوکانداروں کو اس بات کی اجازت نہ تھی کہ وہ حدود معینہ سے آگے اپنی دوکانوں کو بڑھائیں۔ تاکہ خریداروں اور راہگیروں کو کوئی دقت پیش نہ آئے۔ محتسب کو یہ بھی اختیار تھا کہ وہ کسی دواخانے کے پاس کوئی ایسی دوکان کو قائم ہونے سے روکے جہاں آگ جلائی جاتی ہو جیسے بھٹیارا وغیرہ کیونکہ صحت پر اس کے خطرناک اثرات پڑ سکتے ہیں۔ اسی طرح کوئلہ جلانے کی لکڑی اور راکھ وغیرہ کی دوکانیں بھی عام بازاروں میں لگانے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی۔ کیونکہ اس سے عوام کی صحت اور ان کے لباس وغیرہ کے خراب ہونے کے امکانات تھے۔ اس قسم کی دوکانوں کے لیے بازار سے کچھ دور ہٹ کر کچھ جگہیں مخصوص کر دی جاتی تھیں جہاں انہیں اپنے گاہکوں کا انتظار کرنا پڑتا تھا۔ انہیں اپنے بار بردار جانوروں کو دم لینے اور سستانے کے لیے تھوڑی دیر کی چھوٹ دینی پڑتی تھی تاکہ پھر وہ جلد ہی چاق و چوبند ہو سکیں۔ ہوٹلوں اور بیکریوں کے لیے یہ ضروری تھا کہ ان میں ہوا کی آمدورفت کا مناسب بندوبست ہو۔ ان میں کام کرنے والوں پر یہ پابندی تھی کہ وہ بے آستین کی قمیص پہنیں۔ انہیں یہ بھی ہدایت تھی کہ وہ اپنے پیروں، گھٹنوں اور کہنی کی مدد سے آٹا نہیں گوندھیں گے۔ گندھے ہوئے آٹے کو پسینہ، تھوک وغیرہ سے محفوظ رکھنے کی کوشش کریں گے۔ آٹا گوندھنے والے برتنوں کی بھی صفائی کا خاص خیال رکھا جائے گا۔ تلی ہوئی اشیا فروخت کرنے والوں

کے لیے تاکید تھی کہ وہ اپنی کھڑاصیوں کو پاک و صاف رکھیں۔ روزان کی صفائی کریں تاکہ ان پر کساؤ اور میل نہ جمنے پائے۔ باورچیوں کو ہدایت تھی کہ وہ برتنوں کو ڈھانک کر رکھیں تاکہ وہ مکھیوں اور کیڑے مکوڑوں سے محفوظ رہیں۔

محتسب اور درس و تدریس محتسب کا حکم تھا کہ بچوں کو ایسے استادوں سے تعلیم دلائی جائے جو تندرست اور صحت مند ہوں۔ مدرسہ اور مکتب ان مقامات پر قائم ہوں جہاں ہر عمر کے بچے آسانی سے آجا سکیں۔ بھیڑ بھاڑ اور گھنی آبادیوں سے مکاتب کو دور ہونا چاہیے۔ استادوں پر پابندی تھی کہ وہ بچوں کی صحت اور جسمانی حفاظت کے پیش نظر سخت سزائیں نہ دیں۔ ڈسپلن قایم رکھنے کیلئے انہیں صرف اس بات کی اجازت تھی کہ وہ چمڑے کا کوڑا رکھ سکتے ہیں۔ لیکن چھڑی کا استعمال نہیں کر سکتے تھے۔ ضرورت پڑنے پر سرف کولھے، ران اور تلووں پر مارنے کی اجازت تھی۔ کیونکہ یہی وہ جگہیں ہیں جہاں مارنے سے کوئی خاص نقصان کا خطرہ نہیں ہوتا۔

ناپ تول پر احتساب محتسب کا ایک اہم خدمت یہ بھی تھی کہ وہ ناپ تول کے پیمانوں کو وقتاً فوقتاً چارج پڑتال کرتا رہتا تھا۔ خاص طور پر ان پیمانوں کی جو دواؤں کے لئے استعمال کئے جاتے تھے۔ اس دیکھ بھال کا مقصد یہ تھا کہ کاروبار کی لین دین میں کوئی بدعنوانی نہ ہوسکے۔ اس معاملہ میں خود شریعت اسلامیہ میں بھی ممانعت وارد ہوئی ہے[1]۔ احتساب کے موضوع پر لکھی جانے والی جتنی بھی کتابیں ہیں ان سب میں ناپ تول کے پیمانوں اور ان چیزوں

---

[1] قرآن مجید میں ناپ تول میں خیانت کرنے والوں کے لئے متعدد مقامات پر وعید نازل ہوئی ہے۔ ایک جگہ ارشاد ہوتا ہے ویل للمطففین الذین اذا اکتالوا علی الناس یستوفون و اذا کالوھم او وزنوھم یخسرون (ترجمہ) کم تولنے والوں کیلئے پھٹکار ہے۔ جو لوگوں سے لیتے ہوئے تو ناپ کے پورا لیتے ہیں مگر جب دیتے ہیں تو کم کر کے۔ (مترجم)

کا جن سے وہ بنائے جاتے ہیں ذکر کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر پاؤنڈ اور اونس وغیرہ کے اوزان کے لئے ضروری تھا کہ وہ لوہے کے بنائے جائیں۔ پتھر وغیرہ سے نہیں کہ ذرا سی بے احتیاطی میں خراب ہو جائیں۔ ان اوزان کو قانونی طور پر قابلِ قبول بنانے کے لیے ان پر محتسب کی مہر اور تصدیق بھی کندہ ہوتی تھی۔ پیمانوں کی طرح ترازو بھی صاف ستھری رکھنے کی ہدایت تھی۔ خاص طور پر دواؤں اور کھانے پینے کی اشیاء تولنے کے لئے کسی دوکاندار کو اس بات کی اجازت نہ تھی کہ وہ اپنی دکان میں دو طرح کے بانٹ ترازو رکھے۔ پاؤنڈ یا اونس کے ۳/۴ حصہ کا بانٹ بنانا ممنوع تھا۔ کیونکہ اس سے ۲/۳ حصہ کے بانٹ کا بھی دھوکہ ہو سکتا تھا۔ محتسب صرف اُن ترازوؤں کی منظوری دیتا تھا جن کی ڈنڈی دونوں طرف سے برابر ہو اور دونوں پلڑے آسانی سے توازن قائم کر سکیں

محتسب اور حفظانِ صحت

اب ہم ان چیزوں کا ذکر کرینگے جن کا تعلق براہ راست حفظانِ صحت سے ہے درحقیقت یہی وہ حصہ ہے جو اس وقت ہمارے اس مضمون کا اصل موضوع ہے۔ ایک مستند طبیب کو جن اخلاقی اصولوں پر عمل کرنا ضروری تھا انہیں ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ کسی طبیب کو اس وقت تک مطب کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی تھی تا وقتیکہ اس کی صلاحیت اور اہلیت کی جانچ نہ کر لی جاتی۔ اور اس سے "عہد نامۂ بقراط" کی تائید و توثیق نہ کرالی جاتی۔ طبیب کو نسخہ لکھتے وقت دواؤں کے ساتھ ہی مرض کی تفصیل، اپنی تجویز اور پرہیز بھی لکھنا ضروری تھا۔ اسی طرح "افسر الاطبار" کا انتخاب بھی محتسب کے مشورہ سے ہوتا تھا۔ اس عہدہ کا انتخاب پیشہ ور طبیبوں ہی کے حلقے سے ہوتا تھا۔ تیرھویں صدی کے محقق الجوبری دمشقی نے اِن عطائی حکیموں کے دغل و فریب پر سخت تنقید کرتے ہوئے ان کو "سڑک چھاپ" یعنی (اطبار الطریق) کے لفظ سے مخاطب کیا ہے جو مختلف علاقوں اور شہر کے کونے کناروں میں اپنی "تیر بہ ہدف" دواؤں کا پٹارہ ساتھ لیے پھرتے تھے۔

اطبا اور معالجین پر احتساب

عام اطبا کے علاوہ معالجین چشم کا انتخاب حنین ابن اسحاق

(سنہ ء) کی مشہور تصنیف عشر مقالات فی العین کی بنیاد پر کیا جاتا تھا جو لوگ آنکھ کی تشریح (Ophthalmology) امراض اور اس کے معالجہ میں کام آنے والے لیپ مرہم اور قطورات وغیرہ بنانے کی اہلیت رکھتے تھے۔ صرف انھیں کو مطب کی اجازت دی جاتی تھی۔ حسبہ پر لکھی جانے والی کتابوں میں ان آلات جراحی کے نام اور تصویریں بھی ملتی ہیں جنھیں معالجین چشم اپنے استعمال میں لاتے تھے۔ محتسب ان عطائی حکیموں پر کڑی نظر رکھتا تھا۔ جو اپنی نقلی اور ملاوٹی دواؤں کے ذریعہ سیدھے سادے عوام کو لوٹا کرتے تھے۔ اسی طرح جو لوگ ہڈی بیٹھانے کا پیشہ کرتے تھے ان کے لئے محتسب کی طرف سے ہدایت تھی کہ وہ پولس الاجانیطی (PAULUS AEGINETA) کی کتاب ششم پر (جس میں سرجری اور ہڈی بٹھانے کا مفصل بیان ہے) گہری نظر رکھتے ہوں اور ہڈیوں کی شکل ان کے سائز اور جسم انسانی میں ان کی تعداد سے پوری طرح واقف ہوں۔ انھیں شرطوں پر بڑے بڑے سرجنوں کا بھی معائنہ کیا جاتا تھا ان کے لئے بھی ضروری تھا کہ وہ جالینوس کی تحقیقات کے مطابق جسم انسانی کی پوری تشریح اور منافع الاعضاء (ANOTOMY & PHYSIOLOGY) سے اچھی طرح واقف ہوں تاکہ ہڈی جوڑنے میں کوئی کمی اور نقص باقی نہ رہے۔ ان کے ساز و سامان میں تمام ضروری آلات جراحی موجود ہونا چاہئے۔ جیسے زخم چاک کرنے والے مختلف سائز کے چاقو و نشتر، چیر پھاڑ کے آلات، دھار دار قینچیاں، کترنیاں، ہڈی کاٹنے کی آری، کان صاف کرنے والی سلائیاں زخم میں ٹانکے لگانے کے لئے سوئی، مرہم اور پلاسٹر چڑھانے کی اشیاء وغیرہ۔ عطائی جراحوں کی تعداد اس زمانے میں بھی بہت زیادہ تھی۔ محتسب ان کی گرفت کرتا اور انھیں سخت سزائیں بھی دیا کرتا تھا۔ احتساب کے قانون کے مطابق فصد کھولنے کی اجازت صرف انھیں لوگوں کو دی جاتی تھی جو جسم انسانی کی تشریحات سے اچھی طرح واقف ہوتے تھے۔ کیونکہ ناواقفیت کی بنا پر ان سے کوئی بھی شریان یا ورید کٹ جانے کا خطرہ تھا۔ ایسے لوگوں سے پہلے اس بات کی قسم لی جاتی تھی کہ وہ چودہ[۱۴] سال سے کم عمر والوں کی فصد نہیں کھولیں گے۔ بقیہ

ان کے سرپرست اجازت نہ دیدیں۔ اسی طرح حاملہ یا حائضہ عورت، ضعیف دُبلے پتلے یا حد سے زیادہ موٹے لوگوں کی فصد کھولنے کی بھی اجازت نہ تھی۔ فصد کھولنے کے لیے ایسی جگہیں منتخب کی جاتی تھیں جہاں روشنی کا مناسب انتظام ہو۔ اس کام کے لیے تیز دھار دار چاقو کا استعمال ضروری تھا۔ نو آموز لوگوں کو سکھانے کے لیے یہ قانون تھا کہ وہ وریدوں اور شریانوں کو چیرنے کی مشق چقندر (BETA VULGARIS CICLA) کی پتیوں پر کریں کیونکہ اس کی پتیاں لمبی اور ڈنٹھل موٹے ہوتے ہیں۔ سینگی لگانا اگرچہ فصد کھولنے کے مقابلہ میں کم خطرناک ہے لیکن پھر بھی محتسب کی طرف سے اس کام کے لیے بھی صرف وہی لوگ اہل سمجھے جاتے تھے جنھوں نے اس فن میں خاص مہارت حاصل کی ہو۔

قرونِ وسطیٰ میں بھی عام طبیبوں اور معالجِ حیوانات میں امتیاز کیا جاتا تھا۔ اگرچہ یہ دونوں پیشے بعض اوقات ایک ہی شخص اختیار کرتا تھا۔ محتسب کی طرف سے ہر معالج حیوانات کیلئے یہ ضروری تھا کہ وہ اپنے اس پیشہ کو شروع کرنے سے پہلے اچھی طرح اس میں تربیت حاصل کرے کیونکہ اس معاملہ میں ناواقف اور غیر مستند معالجین کے عمل دخل سے کوئی حیوان ہلاک یا ضائع ہو سکتا ہے۔

دوافروشوں پر احتساب

محتسب کے لئے سب سے زیادہ مشکل کام دوافروشوں کا احتساب کرنا تھا کیونکہ دواؤں میں ملاوٹ اور نقلی اجزا کی شمولیت کا پتہ چلانا اس دور میں کوئی آسان کام نہ تھا۔ مسلمانوں کی طب میں اس قسم کی معلومات بہم پہنچانے کے بارے میں سب سے پہلے دیسقوریدوس (DIOSCORIDES) اور پلائنی (PLINY) کے نام لئے جا سکتے ہیں۔ اس دور کے طبی ادب میں اور بالخصوص میٹریا میڈیکا اور علم الادویہ میں بہت کچھ اضافے کئے گئے۔ تیرھویں صدی میں السقطی نے تقریباً تین ہزار دواؤں کے نام تحریر کئے ہیں۔ ان دواؤں میں اکثر و بیشتر کو محتسب پہچانتا تھا اور ان کے خواص سے واقف ہوتا تھا۔ حالانکہ یہ کام نہایت مشکل تھا اور اس میں دھوکہ بھی ہو سکتا تھا۔ اسی لئے محتسب کو

اپنے اعوان میں سے کچھ کو اس کے لیے متعین کرنا پڑتا تھا کہ وہ ان دوا فروشوں کی دواؤں کو جانچیں۔ یہ اعوان دواؤں اور دوا سازوں کے تمام معاملات سے واقف ہوا کرتے تھے۔ احتساب کے ان قوانین سے واضح ہوتا ہے کہ مسلم ماہرالادویہ کس طرح دوا سازوں کی تحقیقات کرتے تھے تحقیقات کا یہ کام اطبا سے نہیں لیا جاتا ہے۔ بلکہ دوا سازوں ہی میں سے کچھ معتبر لوگوں کے ذریعہ یہ کام لیا جاتا تھا۔ جیسا کہ آج کے مہذب دور میں بھی یہی دستور ہے۔ اس دور میں دوا سازوں کی تین قسمیں تھیں۔

۱۔ شرابین :- یہ وہ لوگ تھے جو رقیق دوائیں مثلاً مشروبات، معاجین، خمیرہ جات اور شہد وغیرہ کی تجارت کرتے تھے۔ ان میں بیشتر لوگ غیر تعلیم یافتہ ہوتے تھے ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے جو حسبہ کے قوانین کی خلاف ورزی کرتے تھے۔ ان کے لئے یہ شرائط تھیں کہ انھیں دوا سازی میں ماہر ہونے کے علاوہ ان کی خواص اور مقدار خوراک کا بھی اندازہ ہو، کسی ماہر دوا ساز سے تربیت حاصل کی ہو اور انھیں رائج و مشہور قرابادینوں پر کامل دسترس ہو مثلاً قرابادین سابور (SABUR سنہ ۸۶۹ء، علی ابن عباس المجوسی (سنہ ۹۹۴ء) کی کتاب کامل الصناعۃ الطبیہ کے مخصوص ابواب اور ابوعلی حسین ابن سینا (سنہ ۱۰۳۷ء) کی کتاب القانون فی الطب کا اچھا مطالعہ ہو۔ شرابین کو اس بات کا پابند بنایا جاتا تھا کہ وہ دواؤں کے وزن اور مقدار بالکل صحیح رکھیں گے۔ اور اس بات کا خیال رکھیں گے کہ مرکبات میں جو اجزا بڑھائے جائیں وہ اس قسم کے نہ ہوں جن سے اصل دوا کی خاصیت میں تبدیلی ہو جائے ہو جائے۔ یا اس کی تاثیر میں فرق آجائے۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ دواؤں میں خالص شکر یا شہد استعمال کرنے کے بجائے بہت سے عطار گنے کے رس کو دودھ، سرکہ یا سفیدہ میں پرورده کرکے استعمال کرتے ہیں۔ اس طرح یہ مرکب دوائیں تو بہت خوش ذائقہ اور خوش رنگ ہو جاتی ہے لیکن یہ شربت جب دوسری دواؤں میں ملایا جاتا ہے تو اس کا رنگ تبدیل ہو جاتا ہے اور اس میں سے سرکے کی بو آنے لگتی ہے۔ لہٰذا محتسب اس قسم کے نقلی مرکبات کی تیاری پر پابندی عائد کر دیتا تھا۔ اور وقتاً فوقتاً اس کی چیکنگ کرتا رہتا تھا۔

۲۔ عطارین :۔ یہ وہ لوگ تھے جو عطریات اور جڑی بوٹیوں کی تجارت کیا کرتے تھے یہ بھی اکثر ناخواندہ ہوتے تھے عطاری اور دوا سازی کے علاوہ یہ لوگ مختلف قسم کے مسالہ جات اور خوشبو دار روغنیات کی بھی تجارت کرتے تھے۔ اور قیمتی خوشبویات مثلاً مشک عنبر اور زعفران وغیرہ میں ملاوٹ کرکے ناجائز نفع خوری کرتے تھے۔

ابن الحاج (۱۳۳۷ء) نے عطارین کی دو قسمیں بتلائی ہیں ایک تھوک فروش اور دوسرے خوردہ فروش، اس نے ان کو مسالہ جات کے تاجروں سے الگ شمار کیا ہے لہٰذا اس نے یہ بھی احتیاطی تدابیر کے طور پر لکھا ہے کہ اگر متعلقہ دوکاندار کسی فوری ضرورت کی بنا پر کہیں دوکان سے باہر جائے تو اپنی دوکان کسی بچہ یا ناواقف کار کے سپرد کرکے نہ جائے تاکہ کسی دوا کے غلط استعمال کا امکان نہ رہے۔

۳۔ مستند دوا ساز :۔ ان کو صیادلہ بھی کہتے ہیں، اس طبقے کے لوگوں کو مفرد اور مرکب ادویہ کے بارے میں مکمل معلومات ہوتی تھیں۔ اور انھیں بنانے و استعمال کرنے کا خاصا تجربہ ہوتا تھا۔ لیکن ان دوا سازوں میں بھی نقلی اور ملاوٹی دواؤں کا استعمال عام تھا۔ لہٰذا ان کی دوکانوں کا معائنہ ہر ہفتہ محتسب کیا کرتا تھا۔ لیکن اس قسم کی جعلسازی اور بدعنوانی کا انسداد کوئی آسان کام نہیں تھا۔ محتسب ایسے لوگوں کو دینی، اخلاقی اور قانونی بنیادوں پر کاربند رکھنے کی کوشش کرتا تھا۔ یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ صحتِ انسانی پر ادویات کا بڑا گہرا اثر پڑتا ہے۔ ہر دوا کا اپنا ایک مزاج اور خاصیت ہوتی ہے اسی کے لحاظ سے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ ان دوا سازوں میں دغل و فریب کے بہت سے طریقے رائج تھے۔ محتسب ان طریقوں سے واقف ہوتا تھا۔ مثلاً طباشیر میں ہڈیوں کی راکھ ملا دی جاتی تھی۔ اس کے جانچنے کا طریقہ یہ تھا کہ تھوڑا سا سفوف لے کر پانی میں چھڑک دیتے تھے۔ اگر وہ پانی کے اوپر تیرنے لگے تو خالص ہے اور اگر ڈوب جائے تو نقلی ہے۔ اسی طرح لوبان (FRANKINCENSE) میں سیاہ رال اور صمغ عربی کی ملاوٹ کی جاتی تھی، اس

کے جانچنے کا طریقہ یہ تھا کہ اس کے کچھ اجزاء کو آگ کے قریب لاتے اگر یہ خالص ہوتا تو دھوئیں
کی لو کے ساتھ جلنا شروع ہوتا ورنہ نہیں ۔ رسوت میں روغن زیتون کا فضلہ اور گائے کے
پتہ کی آمیزش ہوتی تھی ۔ اس کی عمدہ قسم باہر سے دیکھنے میں سیاہی مائل ہوتی ہے اور اندر سے
سرخ یاقوتی رنگ جھلکتا ہے ۔ اگر یہ خالص ہوتا ہے تو تھوڑی سی مقدار میں آگ پر ڈالنے
سے جلنے لگتا ہے ۔ اور پانی ڈالنے سے بجھ جاتا ہے ۔ اور زعفرانی رنگ کا دھواں اٹھنے لگتا
ہے اگر یہ علامتیں نہ ہوں تو وہ نقلی ہے ۔ اسی طرح موم بتیوں میں جبیر کی چربی اور سیاہ رال کی
میزش ہوتی تھی بتی کو سانچوں میں ڈھالتے وقت باقلا کا آٹا ریشہ یا پسا ہوا اثمد ملا
دیتے تھے ۔ اس کے بعد اوپر سے کچھ اصلی موم کا غلاف چڑھا دیتے تھے ۔ اسی طرح سنا
(CASSIA ANGUSTIFOLIA) کے پتیوں پر پانی چھڑک دیا جاتا تھا تاکہ تولتے
وقت اس کا وزن بڑھ جائے ۔

ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ محکمۂ احتساب کا پورے مسلم معاشرے پر عموماً
اور بڑے بڑے شہروں میں خصوصاً تجارت اور اخلاق کے ہر گوشہ پر بہت گہرا اثر پڑتا تھا ۔
اس کی عملدرآمد میں خاص طور پر ایک عملی جذبہ کارفرما تھا ۔ اس میں شک نہیں کہ اس جذبہ نے
مفاد عامہ کی خاطر خاص طور پر حفظان صحت ، مارکٹ ، عبادتگاہوں ، رہائشی علاقوں اور
شفاخانوں کی اصلاح میں بے حد مدد دی ہے ۔ اس محکمہ سے طبی پیشہ کو بھی بہت تقویت ملی ہے
ان پابندیوں اور روک تھام کی وجہ سے ملاوٹ و آمیزش اور ناپ تول میں جو گڑبڑ ہوا کرتی تھی
اس میں بہت کچھ کمی آگئی تھی ۔ مندرجہ بالا ضابطہ مقرر ہونے اور بد دیانت طبیبوں کے شرمناک
غیر قانونی کارناموں کو منظر عام پر لانے کی وجہ سے عوام ان سے ہوشیار رہنے لگے ۔ اور آئندہ
کے لئے ان کے شر سے محفوظ ہو گئے ۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ قوانین احتساب ہی اسلام میں وہ اصول ہے جن کی
بدولت طبی پیشہ میں اصلاح ہوئی ہے ۔ اور علم الادویہ کو علاج و معالجہ سے الگ تسلیم کیا گیا ہے

اس کا جواب میں نفی میں ہے کیونکہ ان دونوں پیشوں کے الگ اور مختلف ہونے کا تصور تو نویں صدی کے آغاز ہی میں پیدا ہو چکا تھا۔ جبکہ حسبہ کے قوانین مرتب بھی نہیں ہوئے تھے اس کے علاوہ دوسری صدی ہجری میں متعدد واقعات اس قسم کے ملتے ہیں جن سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس وقت بھی بہت سے مستند طبیبوں نے ایسے اصول و ضوابط مرتب کر لئے تھے مگر ان پر پورے طور سے عملدرآمد نہیں ہوتا تھا پھر بھی غالباً تاریخ انسانی میں پہلی بار اسلام کے اس شعبۂ احتساب نے معرض وجود میں آ کر اس قسم کے قوانین اور اصول مرتب کئے ہیں جن سے فن طب اور علاج و معالجہ کے پیشہ کو بڑا فروغ ہوا ہے۔

مآخذ

۱۔ شرح دیباجۃ القاموس ۔ نصر الہورینی جلد اول قاہرہ

۲۔ خطط الشام ۔ محمد کرد علی جلد پنجم دمشق سنہ ۱۹۲۷ء

۳۔ المنجد فی العلوم والادب یسوعی سولہواں ایڈیشن بیروت سنہ ۱۹۵۶ء

۴۔ مقدمہ ابن خلدون قاہرہ مرتبہ علی الوافی

۵۔ المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والآثار ۔ المقریزی ۔ جلد دوم، قاہرہ سنہ ۱۹۵۸ء

۶۔ معالم القربہ فی احکام الحسبہ ۔ محمد ابن الاخوہ ۔ لندن سنہ ۱۹۳۸ء

۷۔ رسالۃ فی الحسبہ ۔ عمر بن عثمان جرفیسی قاہرہ سنہ ۱۹۵۵ء

۸۔ نہایۃ الرتبہ فی طلب الحسبہ ۔ عبدالرحمن ابن نصر الشیرزی ۔ قاہرہ سنہ ۱۹۴۶ء

۹۔ کشف الظنون عن اسامی الکتب والفنون ۔ حاجی خلیفہ ۔ جلد اول، استنبول سنہ ۱۹۴۱ء

۱۰۔ صبح الاعشی ۔ قلقشندی ۔ جلد پنجم ۔ قاہرہ ۱۹۱۵ء
۱۱۔ وفیات الاعیان ۔ ابن خلکان ۔ جلد اول قاہرہ ۱۹۴۸ء ۔
۱۲۔ المختصر فی اخبار البشر ۔ ابوالفدا جلد اول قاہرہ ۱۸۶۰ء
۱۳۔ اخبار الحکماء ۔ القفطی ۔ قاہرہ ۱۹۳۶ء
۱۴۔ احیاء العلوم ۔ امام غزالی جلد دوم قاہرہ
۱۵۔ احکام السلطانیہ ۔ علی بن محمد الماوردی ۔ قاہرہ ۱۹۰۹ء
۱۶۔ عیون الانباء فی طبقات الاطباء ۔ ابن اصیبعہ ۔ جلد دوم ۔ بیروت ۱۹۵۸ء
۱۷۔ طبقات الاطباء ۔ ابن جلجل ۔ قاہرہ ۱۹۵۵ء
۱۸۔ طبقات الامم ۔ ابوالقاسم اندلسی ۔ قاہرہ
۱۹۔ فی ادب الحسبہ ۔ ابوعبداللہ محمد القطی
۲۰۔ نفح الطیب من غصن الاندلس الرطیب ۔ المقری ۔ جلد اول ۔ قاہرہ ۱۹۴۹ء
۲۱۔ فتوح البلدان ۔ بلاذری ۔ قاہرہ ۱۹۳۲ء
۲۲۔ النہایۃ ۔ ابن بسام
۲۳۔ کتاب المختار فی کشف الآثار ۔ احمد الکتبی ۔ قاہرہ
۲۴۔ الفہرست ۔ ابن الندیم ۔ قاہرہ ۱۹۳۰ء
۲۵۔ المدخل ۔ ابن الحاج ۔ جلد چہارم ۔ قاہرہ ۱۹۲۹ء

۲۶ - Edward William Lane, Arabic English Lixicon Vol. I, New York, 1955

۲۷ - The Encyclopedia of Islam, Vol. II, Leiden, 1927

۲۸ - W. Behrnauer, Memoire, Journal Asiatique.

۲۹ - Sami Hamarneh, the rise in professional Pharmacy in Islam. Medical History 6 (1962)